آیات علوم غیب کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ تشریح

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں

آپ ﷺ پر جو عیاں نہیں

تحریر
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

معاونین

حافظ محمد قمر الزمان حافظ محمد ضیاء الزمان

بزم عشاق

جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ

نیو پٹھان والا، جھنگ روڈ، فیصل آباد موبائل نمبر: 0300 666 17 55

نحمده و نصلی و نسلم علی حبیبه الکریم

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

وما هو علی الغیب بضنین

صدق الله العلی العظیم

محبت سے درودوسلام

الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله

وعلی الك واصحابك یا حبیب الله

سر عرش پر ہے تیری گزر
دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں
وہ جو آپ پہ عیاں نہیں

سامعین محترم! اللہ قادروکریم کی توفیق وعطا سے اور محبوب دوجہاں ﷺ کی نظر عنایت سے آج ہمارا اس روحانی تربیتی عظیم محفل پاک میں موضوع ہے ''علوم محبوب کریم ﷺ''۔

سامعین محترم! ہمارا علمائے حق اہل سنت والجماعت، متکلمین، مقتدمین، متاخرین اور تمام مفسرین کا یہ متفقہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے علوم غیبیہ کے تمام کلی و جزوی امور کا محبوب کریم ﷺ اول سے لے کر آخر تک، ابتدا سے لے کر انتہا تک اور ابتدائے آفرینش سے لے کر تا قیام قیامت تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے کلی طور پر علم رکھتے تھے۔ قرآن کریم اور فرامین محبوب کریم ﷺ اہل سنت والجماعت کے اس مسلک حق کی تائید کرتی ہیں۔ دوستو! قرآن کریم میں ہے۔ علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احد الا من ارتضی من رسول ''وہ جاننے والا ہے غیب کا پس وہ کسی کو غیب عطا نہیں کرتا مگر رسولوں میں سے جس رسول پر وہ راضی ہو''۔ یعنی جس رسول کو علم غیب عطا کرنے کے لئے وہ پسند کرے۔ قرآن کریم کی یہ آیت پاک اس بات کی پوری اور قوی دلیل ہے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو علوم غیب سے کلی طور پر مطلع فرما دیا تھا کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت میں کسی رسول کو علم غیب عطا کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جس پر میں راضی ہوں اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اللہ کریم اپنے محبوب کریم ﷺ پر راضی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس رضا کو تمام فرقے تسلیم کرتے ہیں اور قرآن مجید کی آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں مثلاً

☆ ولسوف یعطیك ربك فترضی ''اے محبوب (ﷺ)! آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے''۔

☆ تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵ پر ہے۔ ان الله تعالیٰ قال یا محمد وکل احد یطلب رضائی وانا اطلب رضاك فی الدارین کہ ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ دنیا کی ہر چیز میری

رضا چاہتی ہے اور میں دونوں جہانوں میں تیری رضا چاہتا ہوں۔اس جہاں میں تحویل قبلہ اور اس جہاں میں گنہگار امت کی بخشش۔

☆ وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء کہ"اللہ تعالیٰ تم کو علم غیب سے مطلع نہیں کرتا مگر وہ رسولوں میں سے جس رسول کو چاہے اس کے لئے چن لیتا ہے"۔

قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں اس حقیقت کا کھل کر اظہار کیا گیا ہے کہ محبوب کریم ﷺ کی زبان پاک سے گزشتہ انبیاء علیہم السلام پچھلی امتوں اور عہد ماضی کے واقعات وارد ہوتے تھے اور لسان رسالت سے یہ بھی ثابت ہے کہ حاکم دو جہاں ﷺ نے قیامت تک ہونے والی باتیں بھی بتائی ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے آقا ﷺ نے گزشتہ واقعات اور آئندہ کے حالات کی جوخبریں دی ہیں ان کے حصول کا ذریعہ کیا تھا۔تو یہ ایک حقیقت ہے کہ ان واقعات و حالات سے واقفیت اور علم حاصل کرنے کے تین ہی طریقے اور ذریعے انسان کے ہاتھ میں ہیں۔ پہلا یہ کہ جو آدمی کسی گزرے ہوئے واقعہ کی اطلاع دے رہا ہے وہ اس واقعہ کے وقوع کے وقت وہاں موجود ہو۔دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ واقعہ بیان کرنے والے نے وہ واقعہ کسی کتاب میں پڑھا ہو۔

تیسرا ذریعہ یہ ہے کہ اس نے وہ واقعات دوسروں سے سنے ہوں۔مگر رحمت دو جہاں ﷺ اطلاع اور حصول علم کے ان تینوں ذرائع سے محروم تھے پہلا ذریعہ تو ظاہر ہے کہ مفقود تھا کیونکہ قرآن پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر رحمت دو جہاں ﷺ کی ولادت تک کے کم و بیش تمام واقعات و حالات بیان کئے ہیں اور چونکہ یہ واقعات آپ کی پیدائش سے پہلے وقوع پذیر ہوئے تھے اس لئے آپ ﷺ کے پاس ان کے علم کا کوئی ظاہری ذریعہ نہ تھا۔ اسی لئے قرآن پاک نے متعدد مواقع مثلاً حضرت مریم اور حضرت زکریا علیہم السلام کے قصہ میں فرمایا ہے۔سورۃ آل عمران' آیت ۴۴۔کہ"اے میرے محبوب (ﷺ) تو ان کے پاس اس وقت ظاہری طور پر موجود نہیں تھا جب وہ اپنا اپنا پانسہ ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کرے گا اور نہ تو ان کے پاس اس وقت موجود تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے"۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ارشاد ہوتا ہے۔کہ"اے میرے محبوب ﷺ جب ہم نے حضرت موسیٰ کو اپنا حکم سنایا تو تُو اس وقت مغربی گوشہ میں ظاہری طور پر موجود نہ تھا اور نہ تو اہل مدین میں قیام پذیر تھا کہ ان کو آیات الٰہی پڑھ کر سناتا اور نہ ہی تو اس وقت گوشۂ طور میں موجود تھا جب ہم نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو آواز دی" (سورۃ القصص)۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔کہ"اے محبوب کریم (ﷺ) تو اس وقت ان میں ظاہری طور پر موجود نہ تھا جب کہ وہ آپس میں مکروفریب کرنے کے لئے مشورے کر رہے تھے"۔

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کے پاس کسی واقعہ کا علم ہونے کا پہلا ذریعہ کہ اس واقعہ کے وقوع کے وقت موجود ہونا نہیں تھا اور دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ کتاب سے پڑھ کر علم حاصل کیا جائے تو قرآن کریم نے اس کی بھی نفی کر دی۔فرمایا کہ"اے محبوب (ﷺ) نہ تو اس سے پہلے کوئی کتاب پڑھ کر

سنا تا تھا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے تو اس کو لکھتا تھا۔ علم ہونے کی تیسری صورت یہ تھی کہ دوسروں سے سن کر علم حاصل کیا جائے مگر قرآن کریم نے اس کی بھی نفی کر دی۔ چنانچہ فرمایا کہ ''اے محبوب (ﷺ) تو اور تیری قوم اس سے پہلے آگاہ نہ تھی''۔

راحت جاں ﷺ کی جو زندگی مکہ مکرمہ میں گزری اور سفر تجارت میں قریش کے شامی قافلوں کے ساتھ جو زمانہ بسر ہوا۔ اس کا ایک ایک واقعہ قریش کے سامنے تھا۔ جب آپ ﷺ مکہ میں تھے تب بھی قریش کے مجمع میں تھے اور جب کبھی مکہ سے باہر گئے تو بھی قریش ہی کے جھرمٹ میں رہتے۔ اس لئے آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ پوشیدہ نہ تھا۔ اگر آپ ﷺ نے کسی سے کوئی ظاہری تعلیم پائی ہوتی تو مجنوں، ساحر، کاہن اور کملی والے ﷺ پر شاعر ہونے کا الزام لگانے کی طرح وہ اس الزام کا اظہار بھی کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ایسا الزام کبھی نہیں لگایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اس بات کا یقین تھا کہ محبوب کریم ﷺ کا سینہ پاک ظاہری تعلیم کے عیب سے پاک ہے اور محبوب کریم ﷺ کا اس دنیا میں کوئی استاد نہیں ہے۔ تو جب شہنشاہِ کون ومکاں ﷺ گزشتہ واقعات کے وقت موجود بھی نہ تھے اور جب آپ ﷺ نے گزرے ہوئے واقعات کو کسی کتاب میں بھی نہیں پڑھا تھا اور جب آپ ﷺ نے عہد ماضی کے واقعات وحالات کسی سے سنے بھی نہ تھے اور رحمت دو جہاں ﷺ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کے تمام واقعات وحالات بتلا رہے ہیں۔ دوستو! یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

سورۃ یوسف، سورۃ ہود اور سورۃ آل عمران میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ان واقعات کے وقت وہاں موجود نہ ہونے کے متعلق بیان فرمایا ہے وہاں اسی کے ساتھ آیات کے ابتدا میں یہ اعلان بھی کر دیا کہ ذالك من ابنآء الغیب نوحیه الیك اور تلك من انبآء الغیب نوحیها الیك اور ذالك من انبآء الغیب نوحیه الیك اور ان تینوں آیتوں کا مفہوم ومعنی یہ ہے کہ اے محبوب (ﷺ) اگر چہ گزشتہ واقعات کے وقت وہاں آپ موجود نہ تھے مگر پھر بھی ان تمام واقعات علم بذریعہ غیب آپ کو عطا کر دیا گیا اور آیتوں کا معنی بھی یہی ہے کہ اے محبوب ﷺ یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو آپ ﷺ کی طرف وحی کی جا رہی ہیں۔ وعلمك مالم تكن تعلم اور اے محبوب (ﷺ) آپ کو ہر چیز کا علم عطا کیا جو آپ نہ جانتے تھے۔ اب اگر کوئی نادان یہ کہے کہ حضور ﷺ کو یہ علم نہیں تھا کہ کسی کے پیٹ میں کیا ہے۔ یا بارش کب برسے گی۔ یا کسی نے کہاں اور کب مرنا ہے اور قیامت کب آئے گی۔ تو اگر بفرض محال ایک وقت کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ محبوب کریم ﷺ کو ان کا علم نہیں تھا تو پھر بھی یہ ماننا پڑے گا کہ محبوب کریم ﷺ تمام چیزوں کو جانتے تھے۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ آپ ﷺ جو نہ جانتے تھے ہم نے آپ ﷺ کو اس کا علم دے دیا ہے۔ غرضیکہ جس چیز کا علم محبوب کریم ﷺ کو نہیں تھا اس چیز کا بھی علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو دے دیا تھا۔

☆ ومامن غائبة فی السماء والارض الا فی کتب مبین ''اور زمین وآسمانوں کا کوئی غیب ایسا نہیں ہے جو قرآن مجید میں مذکور نہ ہو''۔ رحمت کائنات ﷺ کے عالم ما کان وما یکون ہونے پر قرآن پاک کی متذکرہ بالا آیت ایک روشن دلیل ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے کہ زمین وآسمان کا ہر غیب قرآن

پاک میں مذکور ہے۔

☆ فرمایا۔ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین ''اور دنیا کی ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شے اس کتاب پاک میں موجود ہے''۔

☆ فرمایا۔وکل صغیر وکبیر مستطر ''اور کائنات کی ہر چھوٹی اور ہر بڑی چیز اس قرآن پاک میں لکھی ہوئی ہے''۔

جب قرآن پاک میں زمین وآسمانوں کے تمام اور کائنات کی ہر چھوٹی اور بڑی اور خشک وتر اشیاء لکھی ہوئی ہیں اور مذکور ہیں تو پھر رحمت دو جہاں ﷺ کے عالم ما کان وما یکون ہونے میں کون سا شک اور شبہ باقی رہ جاتا ہے۔کیونکہ جس قرآن پاک میں زمین وآسمان کے تمام غیب اور دین ودنیا کی تمام چیزیں مذکور ہیں وہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس وقت سکھا دیا اور پڑھا دیا تھا جب کہ فطرت الٰہیہ نے ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا تصور بھی نہیں فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا اعلان قرآن پاک کے مقدس الفاظ میں اس طرح فرمایا۔الرحمن علم القرآن خلق الانسان کہ ''رحمٰن ہے وہ جس نے اپنے محبوب (ﷺ) کو پہلے قرآن پڑھایا اور پھر انسان کو بنایا'' یعنی تعلیم قرآن پہلے ہے اور تخلیق انسان بعد میں۔

☆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کو لپیٹ کر میرے سامنے کر دیا پس میں نے اس کے مشرق ومغرب کی ہر چیز دیکھ لی (مسلم شریف،مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف)۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب (ﷺ) کیا تو جانتا ہے کہ فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں۔تو میں نے عرض کی کہ اے میرے اللہ تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے شانوں پر رکھا یہاں تک کہ دست قدرت کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے مبارک میں محسوس کی۔ پس زمین وآسمانوں کی ہر چیز کا مجھے علم ہو گیا۔تو متذکرہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی سے اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ کو علم غیب کل عطا کرنا ثابت ہے۔

☆ حضرت علامہ علی ابن محمد بن ابراہیم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وعلمك ما لم تكن تعلم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔یعنی من احکام الشریعته وامر والدین ومن خفیات الامور وضمائر القلوب ومن احوال المنافقین و کیدھم یعنی اس سے شریعت کے احکام اور دین کے لوازمات اور چھپے ہوئے بھید اور دلوں کے راز اور منافقین کے حالات اور ان کے مکروفریب مراد ہیں۔گویا کہ یہ تمام محبوب کریم ﷺ اچھی طرح جانتے تھے (تفسیر خازن)۔

☆ حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان تمام واقعات کا جاننا اور پہچاننا علم غیب کے طریقے سے ہے کیونکہ علم غیب تمام انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہوتا ہے (تفسیر کبیر)۔

☆ حضرت شیخ عبدالحق محقق و محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔فعلمت ما فی السموت و لا رض والی کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کو تمام جزوی وکلی علوم غیبیہ حاصل تھے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کے دانے دے کر فرمایا کہ چونکہ یہ غریبوں، مفلسوں، یتیموں اور بیواؤں کا مال ہے اس لئے ان کی حفاظت کرنا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ان دانوں کو گھر لے آیا اور رحمت دو جہاں ﷺ کے ارشاد عالی کے مطابق ان کی حفاظت کرنے لگا۔لیکن جب آدھی رات ہوئی تو ایک چور آیا اور کچھ دانے لے کر جانے لگا تو میں نے پکڑ لیا اور پھر میں نے کہا کہ میں تجھے صبح حاکم کائنات ﷺ کے پاس لے جاؤں گا (تاکہ تیرے ہاتھ کاٹے جائیں) تو اس چور نے کہا کہ میں بہت ہی محتاج ہوں میرے بچے بھوکے ہیں اور میں بہت ہی حاجت مند ہوں۔اس لئے مجھ پر رحم کرو اور مجھے چھوڑ دو۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح کو جان رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ وہ رات والا چور کہاں ہے؟غور کرو کہ آدھی رات کے وقت بند کمرے میں چور تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر آتا ہے اور محبوب کریم ﷺ اپنے حجرۂ اقدس میں تشریف فرما ہیں مگر صبح اس رات کو آنے والے چور کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے چور کو پکڑ لیا تھا مگر اس نے بچوں کے بھوکے ہونے اور شدید حاجت کی شکایت کی تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا۔لیکن وہ وعدہ کر گیا ہے کہ پھر نہیں آئے گا۔تو حاکم کائنات ﷺ نے مسکرا کر فرمایا اما انه قد کذبك وسيعود کہ وہ تیرے سامنے جھوٹ بول کر اپنی جان بچا گیا ہے، وہ کل پھر آئے گا۔غور کرو کہ جو کچھ رات کو ہوا جان کائنات ﷺ نے وہ بھی بتا دیا اور جو کل رات کو ہونے والا ہے محبوب کبریاء ﷺ نے وہ بھی بتا دیا تو پھر نادانوں اور غیب کس کو کہتے ہیں۔تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔فعرفت انه سیعوولقوله رسول الله علیه السلام کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ چور پھر آئے گا کیونکہ محبوب کریم ﷺ کی زبان پاک سے نکل چکا تھا کہ وہ کل پھر آئے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگلی رات کو وہ چور پھر آ گیا اور میں نے پھر پکڑ لیا اس نے پھر رحم کی اپیل کی اور میں نے اس کی رحم کی اپیل منظور کرتے ہوئے اسے پھر چھوڑ دیا اور صبح پھر رحمت کائنات ﷺ نے پوچھا کہ رات والا چور کہاں ہے میں نے ساری بات سنا دی تو مالک دو جہاں ﷺ نے پھر فرمایا کہ وہ آج پھر آئے گا۔چنانچہ رات کو وہ چور پھر آیا اور میں نے اسے پھر پکڑ لیا تو اب کی دفعہ اس نے کہا وعنی اعلمك کلمات کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) مجھے چھوڑ دے اور میں تجھے ایک وظیفہ بتاتا ہوں کہ تیرے کام آئے گا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے تو میں حیران ہوا کہ یاالٰہی یہ کیسا چور ہے جو چوری بھی کرتا ہے اور وظیفے بھی

سکھاتا ہے پھر میں نے پوچھا کہ وہ وظیفہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ جب تو رات کو سونے لگے تو پہلے آیت الکرسی پڑھ لیا کرنا اس سے تو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا اور ساری رات تیرے قریب شیطان نہیں آئے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح میں پھر معلم کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو جان دو جہاں ﷺ نے پوچھا کہ وہ رات والا چور کہاں ہے؟ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ چور عجیب ہے کہ چوری بھی کرتا ہے اور وظیفہ بھی بتاتا ہے۔ پھر میں نے رات والا وظیفہ محسن کائنات ﷺ کو سنایا تو رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ اب وہ چور نہیں آئے گا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ وہ کون تھا؟ تو میں نے عرض کی نہیں۔تو جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔اس حدیث پاک پر ذرا غور و تدبر کیا جائے تو کئی ایک حقائق کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ پہلی یہ کہ جو کچھ رات کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر ہوا وہ مالک دو جہاں ﷺ نے بتا دیا اور پھر جو کچھ رات کو ہونے والا تھا وہ بھی بتا دیا اور دوسرے یہ کہ اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقیدے اور ایمان پر جو کہ وہ محبوب کبریاء ﷺ کے متعلق رکھتے تھے پوری پوری روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ وہ چور رات کو پھر آئے گا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جان لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا کیونکہ عالم ما کان و ما یکون (ﷺ) کی زبان پاک سے نکلی ہوئی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوتی۔اس کو یقین آتا بھی کیوں نہ کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رحمت دو جہاں ﷺ کے سچے غلام تھے۔کوئی آج کے دور کا نادان' جاہل نہ تھے۔

اگر نعوذ باللہ ان کو بھی رحمت دو جہاں ﷺ کے غیب جاننے میں کوئی شک ہوتا تو وہ کہہ دیتے کہ یا رسول اللہ (ﷺ) آپ (ﷺ) رات کو سونے والی بات کی اطلاع دے رہے ہیں اور یہ علم غیب ہے اور غیب تو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔تیسری حقیقت یہ واضح ہوتی ہے کہ کبھی شیطان بھی انسانی لباس میں آ کر وظیفے بتاتا ہے۔اس طرح بدعقیدہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلاتے ہیں اور محبوب کریم ﷺ کے علم غیب کا انکار بھی کرتے ہیں۔غور کرو کہ جب محبوب کریم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' انسانی لباس میں شیطان کو نہ پہچان سکے تھے پھر آج کل کے سادہ لوح اور بھولے بھالے سنی اس کو کیسے پہچان سکتے ہیں اور پہچانا بھی کیسے جا سکے۔کیونکہ چور اگر اپنے اصلی روپ میں آئے تو پہچانا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ ہاتھوں میں تسبیح اور ماتھے پر محراب ڈال کر آئے تو پھر اس کو پہچاننا بہت مشکل ہے اور پھر چور بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک سامان کے چور اور دوسرے ایمان کے چور۔سامان کے چوروں سے ایمان کے چور خطرناک ہوتے ہیں۔کیونکہ سامان چوری ہو جائے تو مل سکتا ہے لیکن اگر ایمان چوری ہو جائے تو پھر واپس آنا مشکل ہے۔ایمان کے چور یعنی شیطان کی چند ایک علامتیں جو قرآن و حدیث نے بیان کی ہیں ان کو سمجھ لینا چاہئے تاکہ اس کے دام مکر و فریب اور ضلالت و گمراہی کے جال سے اپنے آپ کو بچایا جا سکے۔

قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک مٹی کا مقدس مجسمہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں بنانے لگا ہوں۔پس جس وقت میں اس کو مکمل کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو پھر اس

کے آگے سجدہ میں گر جانا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ کرنے کے بعد فرشتوں کو حکم فرمایا کہ اس آدم کو سجدہ کرو تو حکم الٰہی کو سن کر بغیر کسی تامل کے تمام فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے قدموں میں ادب و تعظیم کرتے ہوئے جھک گئے مگر شیطان اکڑ گیا۔ قال یا ابلیس مالک الا تکون مع السجدین ۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا۔ تو شیطان نے جواب دیا۔ قال لم اکن لا سجد لبشر کہ میں ایک بشر کو سجدہ کرنے والا نہیں ہوں۔

قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی اور جب اللہ کریم نے شیطان سے فرمایا کہ اے ابلیس تجھے کس چیز نے اس کو سجدہ کرنے سے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا تو شیطان نے کہا انا خیر منہ کہ میں اس آدم سے اچھا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بے ادبی و گستاخی کی بنا پر شیطان کو اپنے دربار سے نکال کر قیامت تک کے لئے اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا۔ غور کرو کہ شیطان نے ایسی توحید پرستی کا مظاہرہ کیا کہ کسی غیر اللہ کے آگے نہ جھکا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ کی طرف سے اس توحید پرستی کے صلہ میں کوئی انعام و اکرام یا کوئی مرتبہ اور درجہ عطا ہوتا مگر بجائے اس کے اس کو دربار سے نکال دیا گیا اور اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ کیوں؟

صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی بے ادبی و گستاخی اور توہین' تحقیر منظور نہ تھی۔ تو پھر شیطان نے درخواست کی کہ مجھے قیامت تک زندہ رکھنا تا کہ میں تیرے بندوں کو دائیں اور بائیں سے آگے اور پیچھے سے اور ہر طریق سے گمراہ کرتا رہوں۔ ایمان کے چور یعنی شیطان نے آج تک ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو گمراہ کر کے ان کے دین و ایمان پر ڈاکے ڈالے اور اس کے گمراہ کرنے کا طریقہ بھی بڑا عجیب ہے یعنی وہ اپنے تجربے کی بناء پر کسی مسلمان کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ نبی تمہاری مثل ہی ایک بشر ہے اور پھر ایمان کے چور یعنی شیطان کی بتائی ہوئی یہی بات رفتہ رفتہ اس مسلمان کا ایک عقیدہ بن جاتی ہے۔ جس کی وجہ ہے اس کی کشت دین و ایمان برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔

گمراہ کرنے کے لئے وہ بشر مثلکم والی بات اس لئے کسی کے دل میں بٹھاتا ہے کہ اس کو اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ مجھے اللہ نے توحید پرست ہونے کے باوجود محض اس بناء پر میرے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا کہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک بے اختیار بشر کہہ دیا تھا۔ تو یہی وجہ کسی کو گمراہ کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے کنارے پر لگی تو شیطان آ گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تو کون ہے؟ تو شیطان نے کہا کہ میں ابلیس ہوں تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ تو شیطان نے کہا اطلب لی من ربک التوبتہ کہ اللہ تعالیٰ سے مجھے معافی لے دیں اور میں توبہ کرتا ہوں۔ اللہ کریم سے کہو کہ میری توبہ قبول کر لے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے مولا تو بھی جانتا ہے کہ شیطان معافی مانگ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان یاتی قبر ادم فسجدلہ کہ اسے کہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر سجدہ کرے تو میں اس کی توبہ

قبول کرلوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حکم ربانی شیطان کو سنایا تو وہ کہنے لگا۔ ما اذا سجدت له حیلة کیف اسجد له میتا کہ میں نے تو زندہ کو سجدہ نہیں کیا تھا تو اب مردے کو کیوں سجدہ کروں (نزہتہ المجالس)۔

سامعین محترم! غور کرو کہ یہ ایمان کا ڈاکو کتنا لعین ہے کہ نبی کو مردہ کہہ رہا ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بیت المقدس جائے یا خانے کعبے جائے بلکہ حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر جائے کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ چونکہ یہ قبروں کا دشمن ہے اس لئے اس نے قبر پر جانا نہیں اور میں نے معاف کرنا نہیں تو اگر حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پاک پر جانے سے شیطان لعین کی توبہ قبول ہوسکتی ہے تو ایک گنہگار مسلمان کی رحمت کائنات ﷺ کے روضۂ انور پر جانے پر کیوں گناہ معاف نہیں ہوتے۔

مندرجہ بالا تشریحات سے ایمان کے ڈاکو شیطان کی نشانیاں یہ ہوئیں کہ وہ نبی کو ایک بے اختیار اور عام انسانوں جیسا کمزور ایک عام بشر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو نبی سے اچھا سمجھتے ہوئے اس کا ادب واحترام نہیں کرتا اور نبی کو مردہ سمجھتا ہے اور اس کی قبر پر جانا شرک سمجھتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے ایمان کے ڈاکوؤں سے بچیں۔ حضرت عمر بن ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن محبوب کریم ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پاک پر تشریف فرما ہوئے اور ہم کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا پھر حاکم کائنات ﷺ نیچے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر منبر پاک پر کھڑے ہو گئے پھر خطبہ ارشاد فرمانے لگے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہوگیا پھر رحمت دو جہاں ﷺ نیچے اترے اور عصر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوگئے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ پس محبوب کبریا ﷺ نے جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہمیں سب کچھ بتا دیا۔ پس ہم نے معلوم کرلیا اور یاد بھی کرلیا اور ترمذی شریف میں حضرت سعید الخذری فرماتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی فلم یدع شیایکون الی قیام الساعته پس قیامت تک ہونے والی کوئی چیز محبوب کریم ﷺ نے نہ چھوڑی کہ ہم کو نہ بتائی ہو (مشکوۃ شریف)۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جان رحمت ﷺ سورج ڈھلنے پر باہر تشریف لائے اور ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر شروع فرمایا اور فرمایا کہ جو پسند کرتا ہے کہ مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرے تو وہ ضرور سوال کرے مجھ سے پس اللہ کی قسم تم کوئی ایسا سوال نہ کرو گے کہ میں اپنے اس مقام پر کھڑے کھڑے اس کی خبر دوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ بیان فرما رہے تھے اور لوگ رو رہے تھے اور مالک دو جہاں ﷺ فرماتے جاتے تھے سلونی کہ مجھ سے پوچھو۔ فقام عبد الله ابن حذافة فقال من ابی یارسول الله علیه السلام قال ابوك حذافه تو عبداللہ ابن حذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) میرا باپ کون ہے تو جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے اور کائنات کے والی ﷺ اور فرما رہے تھے سلونی کہ مجھ سے پوچھو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ ہم

اپنے رب۔ اسلام اور محمد ﷺ پر راضی ہوئے۔ راحت جاں ﷺ خاموش ہو گئے اور فرمایا۔ والذی نفس محمد بیدہ عرضت علی الجنتہ والنار انفا فی عرض ھذا الحائیط کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھ پر اس وقت جنت اور دوزخ پیش کی گئیں۔ اس دیوار کے پیچھے یہ الفاظ حدیث پاک میں مذکور ہیں۔ صورت لی الجنتہ والنار فراتھما دون ھذا الحائط کہ اس دیوار کے پیچھے میرے لئے جنت اور دوزخ کو ظاہر کیا گیا پس میں نے دونوں کو دیکھا۔

الوھابیۃ قوم لا یعقلون کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی پتہ نہیں تھا اور رحمت دوجہاں ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں نے دیوار کے پیچھے جنت و دوزخ کو دیکھا اور دیوار کے پیچھے راحت جاں ﷺ نے اس لئے ہی فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو یہ بھی علم تھا کہ میرے بعد ایسے بدعقیدہ لوگ پیدا ہو جائیں گے کہ وہ کہیں گے کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

☆ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقع پر جب مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوتا تو حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ کل میں اس کو جھنڈا عطا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح نصیب کرے گا اور پھر یہ سعادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف)۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت کائنات ﷺ نے بدر کے موقعہ پر اپنے دست مبارک سے زمین پر نشان لگا دیئے اور فرمایا کہ یہاں فلاں مرے گا اور یہاں فلاں مرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس جگہ پر حاکم کائنات ﷺ نے جس کے لئے نشان لگایا تھا وہ وہیں مرا۔ آج کل کے بدعقیدہ لوگ کہتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ کو یہ پتہ نہیں تھا کہ کوئی کہاں مرے گا اور کب کب مرے گا۔ مگر حاکم کائنات ﷺ نے جنگ بدر کے موقعہ پر یہ بھی بتا دیا کہ کون کب مرے گا اور کہاں پر مرے گا (مسلم شریف)۔

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا جو آدمی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا میں ان کو جانتا ہوں۔ یؤتی برجل یوم القیامتہ کہ ایک آدمی قیامت کے دن دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ فلاں فلاں عمل تو نے کیا ہے تو ھو مقدلا ینکر اور وہ اقرار کرے گا اور انکار نہ کرے گا۔ فیقال اعطوہ مکان کل سیۃ عملھا حسنۃ۔ پس اس کی ہر بدی نیکی میں تبدیل کر دی جائے گی۔ ضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ رحمت دوجہاں ﷺ جب یہ فرما رہے تھے تو مسکرا رہے تھے (شمائل ترمذی)۔

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مالک دوجہاں ﷺ نے قیامت کی نشانیاں اور آخری زمانے میں مسلمانوں کی لڑائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر فارس کے دس جاسوس زمین پر ہوں گے اور

فرمایا انی لاعرف اسماء ھم و اسماء ابائھم و الو ان غیر لھم کہ تحقیق میں ان کے نام اور ان کے باپوں کے نام بھی جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی پہچانتا ہوں اور جانتا ہوں (مسلم شریف، مشکوۃ شریف)۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مقام پر رحمت دو جہاں ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا اور کوئی چیز نہ چھوڑی۔ پس جس نے یاد کر لیا سو کر لیا اور جس نے بھلا دیا سو بھلا دیا (بخاری شریف)۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مالک دو جہاں ﷺ کی زندگی میں سورج گہن ہوا تو جان رحمت ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور پھر ارشاد فرمایا۔ رایت فی مقامی ھذا کل شئی وعدتم کہ میں اس مقام پر ہر اس چیز کو دیکھ رہا ہوں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (مسلم شریف)۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ام الفضل نے کہا کہ مجھے جان کائنات ﷺ ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ انك حامل بغلام فاذا ولدت فاتینی بہ کہ اے ام الفضل تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے پس جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو محبوب کریم ﷺ کے پاس لائی۔ پس راحت جاں ﷺ نے اس کے کانوں میں آذان دی اور اقامت کہی اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ یہ کئی خلفاء کا باپ ہوگا اور یہاں تک کہ سفاح بھی انہیں سے ہوگا اور مہدی بھی انہی سے ہوگا اور انہیں سے وہ لوگ ہوں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رحمت دو جہاں ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ پس راحت دو جہاں ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کتابیں کیسی ہیں؟ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) جب تک آپ ﷺ نہ بتائیں ہمیں کیا خبر۔ تو رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے اس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے باپوں کے اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں اور یہ کتاب جو میرے بائیں ہاتھ میں ہے اس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے باپوں کے اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ فلم یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابد کہ اب ان میں نہ کوئی کمی ہوگی اور نہ ہی زیادتی (ترمذی شریف)۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین میں حاکم کائنات ﷺ نے ایک آدمی کے متعلق فرمایا کہ یہ جہنمی ہے اور جب جنگ شروع ہوئی قاتل الرجل من اشد القتال تو وہ بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا اور زخم بھی بہت کھائے تو ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ جہنمی ہے وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے تو مخبر صادق ﷺ نے پھر فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ آخر زخموں

کی تاب نہ لاتے ہوئے اس نے خودکشی کر لی۔تو صحابی دوڑتے ہوئے محبوب کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ آقا آپ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔کیونکہ اس نے خودکشی کر لی ہے۔قتل نفسه

سامعین محترم! وہ نبی جو قیامت تک ہونے والی ہر چیز کا علم رکھتا ہو اور جس کو یہ بھی علم ہو کہ دوزخی کون ہے اور جنتی کون اور جو غازیوں کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہو اور جو دیوار کے پیچھے جنت و دوزخ کا عینی مشاہدہ کرے اور جو کسی کے پیٹ کی حالت بتادے کہ اس میں لڑکا ہے یا لڑکی اور جس کو یہ بھی علم ہو کہ اس نے کہاں مرنا ہے اور کب مرنا ہے غرضیکہ وہ نبی جو ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کے حالات کے ذرے ذرے کا علم رکھتا ہو اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اسے تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہ تھا اور یہ کہنا کہ اسے اپنے متعلق پتہ نہیں تھا یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے۔

دوستو! اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جان کائنات ﷺ کو کوئی اور کسی چیز کا علم غیب نہیں تھا تو پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی علیہ السلام کا کلیتہً انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کی تمام تفصیلات و تشریحات مخبر صادق ﷺ ہی نے بیان فرمائی ہیں۔مثلاً حضرت ابوہریرہ وحضرت عبداللہ ابن عمر وحضرت جابر وحضرت عبدالرحمٰن بن جبیر وحضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ تم میں ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم وعادل بن کر دمشق کے مشرقی مینارہ بیضا پر سے نازل ہوں گے اور سخاوت عام کریں گے پس وہ نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور وہ پینتالیس سال زندہ رہیں گے۔ پھر وہ میری قبر میں دفن ہوں گے۔پس میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی قبر سے اٹھیں گے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے درمیان۔ پھر فرمایا یقتل ابن مریم الدجال بباب لد کہ ابن مریم دجال کو باب لد میں قتل کریں گے (مسلم شریف، مشکوۃ شریف)۔

☆ حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت ام سلمہ حضرت سعید الخذری، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے ظہور مہدی کے متعلق بیان فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری اہل بیت سے ایک آدمی تمام عرب کا بادشاہ نہ بنایا جائے گا اور اس کا نام بھی میرے نام پر ہوگا اور اس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے نام پر ہوگا اور وہ تمام زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا اور وہ ستر سال حکومت کرے گا۔غور کرو کہ جس طرح ختم نبوت ایک بنیادی عقیدہ ہے اور مسلمانوں میں اسلام وکفر کی تمیز پیدا کرنے والا ہے اسی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اور پھر نزول عیسیٰ اور ظہور مہدی علیہم السلام بھی اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہیں تو اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ رحمت کائنات ﷺ کسی چیز کا علم غیب نہیں تھا تو پھر متذکرہ بالا امور کی تمام تشریحات وتفصیلات جو نبی رحمت ﷺ نے فرمائی ہیں اور جن پر مسلمانوں کا اتفاق ہے تمام کی تمام بے معنی ہو کر رہ جائیں گی اور ان عقائد کا انکار

کرنے والا محض اس بنا پر انکار کر دے گا کہ قرآن ایسی تشریحات سے خاموش ہے۔ تو جس کا حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول ابن مریم اور ظہور مہدی پر ایمان ہے اور ان کے متعلق حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا ہے ان کی تمام جزئیات پر ایمان رکھنا تو اس کے لئے محبوب کبریاء ﷺ کا تمام علوم غیبیہ کا عالم ہونا بھی ماننا پڑے گا۔ اس لئے منکرین علم غیب یا تو حیاتِ عیسیٰ اور نزول ابن مریم اور ظہور مہدی کا انکار کریں اور اگر اسلام کے ان بنیادی عقائد پر ایمان رکھتے ہیں تو جان کائنات ﷺ کے علم غیب کو بھی تسلیم کر لیں۔

پھر ختم نبوت زندہ باد کہنے والوں سے پوچھا جائے کہ قرآن پاک کی آیات کے ساتھ ساتھ احادیث نبوی بھی ختم نبوت کے بنیادی اصول کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ مثلاً قرآن پاک نے تو صرف یہ اعلان کر دیا کہ میرا محبوب ﷺ خاتم النبیین ہے مگر اس جملے کی تمام تفصیلات و تشریحات رحمت دو جہاں ﷺ نے بیان کی ہیں۔ مثلاً جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ مگر خبر دار میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور فرمایا کہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور پھر فرمایا کہ میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر و دجال ہے تو اسلام کے اس عقیدے پر ایمان رکھنے والا مسلمان بھلا محبوب کریم ﷺ کے علم غیب کا کیسے منکر ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ختم نبوت کے موضوع پر تقریریں کرنے والے جب یہ مقام بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں محبوب کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا اور راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر اور دجال ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ یہ سب کچھ بیان بھی کرتے ہیں اور حاکم دو جہاں ﷺ کے غیب دان ہونے کا انکار بھی کرتے ہیں۔ تو ان کو چاہئے کہ یا تو ختم نبوت کا نعرہ لگانا بھی چھوڑ دیں یا پھر محبوب دو جہاں ﷺ کے غیب کو تسلیم کر لیں۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے دلائل قوم کے سامنے پیش کرتے ہوئے یہ دلیل بھی دی کہ جو کچھ تم گھروں میں کھاتے ہو اور جو کچھ چھپا کے رکھتے ہو میں وہ سب کچھ جانتا ہوں اور سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی پہلی صفت یہ تھی کہ وہ غیب کی خبریں بتا دیا کرتے تھے۔ وہ سات سال کے بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور ان کو ان کے باپوں اور ماؤں کے حرکات و سکنات اور افعال و اعمال بتا دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آج تیری ماں نے تیرے لئے یہ یہ پکایا ہے۔ غور کرو کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کا راز ہے اور گھر کی ہر بات کو جانتے ہیں۔

ایک دن ایک لڑکا گھر گیا تو وہ چیز نہ دیکھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتائی تھی۔ اپنی ماں سے کہا کہ وہ چیز لاؤ۔ ماں نے پوچھا تجھے کس نے بتایا ہے۔ تو بچے نے کہا کہ میرے یار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں نے کہا کہ وہ تو جھوٹا ہے تو لڑکا بولا کہ ساری دنیا جھوٹی ہو سکتی ہے مگر میرا یار جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ آخر قوم نے سمجھا کہ چونکہ اس کے ساتھ بچے کھیلتے ہیں اس لئے یہ بچوں سے گھروں کی باتیں پوچھ لیتا ہے۔

ایک دن قوم نے تمام بچوں کو ایک حویلی میں بند کر کے تالا لگا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں گئے تو پوچھا

کہ اس حویلی میں کیا ہے تو لوگوں نے کہا خنازیر۔ قال عیسیٰ علیہ السلام کذالك یکونون فاذا هم خنازیر کہ یہاں خنازیر بند کر رکھے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے ہی ہوں گے اور جب دروازہ کھولا گیا تو تمام بچے خنزیر تھے۔ یہ ان کو سزا اس لئے ملی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غیب کا انکار کیا تھا (تفسیر کبیر)۔ مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کو قرآن پاک وحدیث سے دلائل قاطعہ کے ساتھ بیان کرنے کے بعد اب وہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں جو بدعقیدہ لوگ محبوب کریم ﷺ کے علم غیب پر کرتے ہیں۔

سوال:۔ منافقین نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عصمت کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش کی تو نبی کریم ﷺ کئی دن تک اس معاملہ میں پریشان رہے تو اگر حضور علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو وہ اپنی بیوی کے معاملہ میں کیوں پریشان ہوتے؟

جواب:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت و پاکدامنی کے متعلق رحمت دو جہاں ﷺ نے قرآن پاک کی آیات نازل ہونے سے پہلے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم میں اپنی بیوی کے متعلق سوائے اچھائی کے اور پاکدامنی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ محبوب کریم ﷺ تو قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ میری بیوی ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ مگر نادان جاہل ملا محبوب کریم ﷺ کی قسم پر بھی یقین نہیں کرتا۔ خاموش اور پریشان رہنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ منافقین کتنے بدبخت اور ظالم ہیں کہ اپنی ماں پر بھی الزام لگانے سے نہیں ٹلے اور پھر بشری تقاضے کے ساتھ ایسا ہونا لازمی امر تھا۔ آخر وہ کون ایسا انسان ہے کہ جس کی بیوی کے متعلق اس قسم کی باتیں ہوں اور وہ پریشان نہ ہو۔ تو وہ تو ساری کائنات کا آقا تھا اور وہ ساری کائنات کے مسلمانوں کی ماں تھیں۔ جان رحمت ﷺ نے جب تک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس معاملے کے متعلق رائے نہ لے لی اس وقت تک اپنا فیصلہ نہیں سنایا۔ اس لئے کہ راحت جاں ﷺ خود ہی پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا اعلان کر دیتے تو بہت ممکن تھا کہ وہ لوگ یہ کہنے سے نہ رکتے کہ اپنے گھر کا معاملہ تھا اس لئے ایسا کہا جا رہا ہے۔ اسی لئے تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باقاعدہ اجلاس بلایا اور سب کی رائے طلب کی۔

تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے اور جان کائنات ﷺ نے ہر ایک کی رائے پوچھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مکھی کو آپ ﷺ کے جسم پاک پر بیٹھنے سے منع کر رکھا ہے یعنی آپ ﷺ کے بدن مبارک پر مکھی اس لئے نہیں بیٹھتی کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔ تو نعوذ باللہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی برائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کو آپ ﷺ کے نکاح میں کیوں دیتا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر اس لئے نہیں رکھا تا کہ کسی انسان کا قدم سائے پر نہ آ جائے تو اللہ تعالیٰ یہ کیسے منظور کر سکتا تھا کہ ایسی عورت آپ ﷺ کے نکاح میں دے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے نعلین مبارک پر نجاست لگنے کی خبر دی اور اللہ کریم نے فرمایا کہ ان نعلین کو اتار دو کیونکہ ان میں نجاست لگ چکی ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں کوئی عیب ہوتا تو اللہ تعالیٰ

طلاق دینے کا حکم فرما دیتا۔

دوستو! غور کریں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتیں لینے کے بعد رحمت دو جہاں ﷺ نے بھی قسم کھا کر فرمایا کہ میری بیوی ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ خاموش نہ رہتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اور آپ کی عصمت و پاک دامنی کے لئے قرآن پاک کی آیتیں کیسے نازل ہوتیں اور پھر غور کریں کہ یہودیوں نے جب حضرت مریم علیہ السلام پر الزام لگایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کی عصمت کی گواہی دی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت بچے نے دی۔ مگر جب منافقین نے حضرت عائشہ کی عزت پر الزام لگایا تو آپ کی عصمت و پاک دامنی کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی اور قرآن پاک میں کئی آیتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل فرمائیں۔ اس لئے کہ یہ اس کے محبوب ﷺ کی حرم پاک تھیں۔

سوال:۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما یعلم جنود ربك الا هو کہ اللہ کے لشکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جواب:۔ ان الله وملئکته یصلون علی النبی اس میں کوئی شک نہیں کہ فرشتے اللہ کا لشکر ہیں اور تمام فرشتے محبوب کریم ﷺ پر ہر وقت درود شریف پڑھتے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے لشکر کا درود شریف تو آپ سنتے ہوں مگر درود بھیجنے والے کا علم نہ ہو۔

☆ حضرت کعب فرماتے ہیں۔ ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملئکته کہ کوئی دن ایسا طلوع نہیں ہوتا مگر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور جان رحمت ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر درود پاک پڑھتے ہیں اور جو ایک دفعہ آ گئے قیامت تک پھر ان کی باری نہیں آئے گی (مشکوۃ شریف)۔

سوال:۔ اگر نبی کریم ﷺ کو علم غیب ہوتا تو زہر والا گوشت کیوں کھاتے؟

جواب:۔ نادان جاہل ملا جس حدیث پاک کو محبوب کریم ﷺ کے علم غیب کی نفی کی دلیل پیش کر رہا ہے وہ حدیث پاک جان کائنات ﷺ کے علم غیب کی ایک روشن دلیل ہے۔

☆ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں نے ایک عورت کے ذریعے محبوب کریم ﷺ کو گوشت میں زہر ملا کر دینے کی کوشش کی تو محبوب کریم ﷺ نے تمام یہودیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ جو کچھ میں تجھ سے پوچھوں سچ سچ بتاؤ گے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو محبوب کریم ﷺ نے فرمایا من ابوکم قالو افلان فقال کذبتم بزنوبکم فلان کہ تمہارے باپ کون کون ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ فلاں فلاں مگر محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے بلکہ تمہارے باپ فلاں فلاں ہیں۔ غور کریں کہ جس نبی کو یہودیوں کے باپوں کا علم تھا اسے یہ علم نہیں تھا کہ گوشت میں زہر ملا ہوا ہے اور جب رحمت دو جہاں ﷺ نے ان کے باپوں کے نام بتائے تو انہوں نے کہا کہ صدقت کہ تو نے سچ کہا ہے اور پھر سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ هل جعلتم فی هذا الشاة سما

قالو انعم کہ کیا تو نے اس گوشت کے ٹکڑے میں زہر ملایا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس سے علم غیب کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ محبوب کبریا ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا مگر یہ بد عقیدہ لوگ اس کو علم غیب کی نفی میں پیش کرتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے اسی گوشت کو کھا کر اپنی نبوت کی صداقت پیش کر دی۔ کیونکہ یہودیوں نے زہر ملانے کی وجہ یہ بتائی کہ اگر تو سچا نبی ہوگا تو تمہیں یہ زہر کوئی دکھ نہ پہنچائے گا۔ تو جب انہوں نے اس زہر والے گوشت کو کھانا نبوت کی صداقت کا معیار بنایا تھا تو محبوب کریم ﷺ کھا کر اپنی نبوت کی دلیل کیوں نہ بناتے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر کی فتح کے بعد ایک یہودیہ عورت نے گوشت کے ایک ٹکڑے میں زہر ملا دیا اور محبوب کریم ﷺ کو بھیج دیا۔ جب تمام کھانے لگے تو مالک دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ اٹھا لو یعنی اس گوشت کو نہ کھاؤ اور پھر محبوب کریم ﷺ نے اس یہودیہ عورت کو بلایا اور فرمایا کہ کیا تو نے اس گوشت میں زہر ملایا ہوا ہے تو اس عورت نے کہا کہ تجھے کس نے بتایا ہے تو رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس گوشت کے ٹکڑے نے بتایا ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے کہا کہ اگر تو سچا نبی ہے تو تجھے یہ زہر کوئی دکھ نہ دے گا۔ تو محبوب کریم ﷺ نے وہ زہر آلودہ گوشت کا ٹکڑا اس لئے کھایا کہ مخالفین کو یہ یقین ہو جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں۔

سوال:۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۴۸۳ اور مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸۴ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ میرے صحابہ میں سے پکڑے جائیں گے اور فرشتے ان کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے تو میں کہوں گا اے میرے رب یہ تو میرے صحابی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے محبوب (ﷺ) تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد یہ لوگ تیری متعلق کیا کہتے تھے تو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لا تدری کہ تو نہیں جانتا۔

جواب:۔ اعتراض کرنے والے جس حدیث پاک کو محبوب کریم ﷺ کے علم غیب کی نفی کے طور پر پیش کرتے ہیں وہی حدیث پاک رحمت دو جہاں ﷺ کے علم غیب کی ایک روشن دلیل ہے کیونکہ اعتراض کرنے والوں سے پوچھا جائے کہ یہ جو سب کچھ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا ہے کیا یہ واقعہ گزر چکا ہے یا آئندہ قیامت کے دن ہونے والا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ کہیں گے کہ یہ سب کچھ قیامت کے دن ہونے والا ہے تو پھر محبوب کریم ﷺ کے علم غیب کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ جو واقعہ ابھی قیامت کے دن ہونے والا ہے وہ سید المرسلین ﷺ اب بتا رہے ہیں۔ رہی یہ بات کہ محبوب کریم ﷺ کو منافقین کا علم نہیں تھا جیسا کہ اس مضمون کے شروع میں بیان کر دیا گیا ہے مثلاً بـو عـلمك مـالم تكن تعلم کے تحت کہ تمام علوم غیبیہ کے ساتھ ساتھ وعـلمك احوال المنافقين وكيدهم کہ تجھے اللہ نے تمام منافقین اور ان کے مکر و فریب کا علم بھی عطا کر دیا ہے۔

رہی یہ بات کہ وہ بخشش کے قابل نہیں تھے تو یہ صرف اس لئے تھا کہ اگر چہ محبوب کریم ﷺ کے ساتھ بھی رہتے تھے اور رحمت دو جہاں ﷺ کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے تھے اور اللہ اور قیامت پر ایمان بھی رکھتے تھے مگر وہ

محبوب کبریاء ﷺ کے بےادب اور گستاخ تھے اس لئے وہ لائق بخشش نہیں تھے۔

سوال:۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کا علم نہیں تھا۔ اسی لئے وہ اپنے بیٹے کے فراق میں چالیس سال روتے رہے۔

جواب:۔ سورۃ یوسف میں ہے۔ قال انی اعلم من الله مالا تعلمون حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے فرزندو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کا علم رکھتے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بفرض محال ایک وقت کے لئے اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا علم نہیں تھا تو پھر یہ ٹھیک ہی سہی مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو تو علم تھا کہ میرا باپ کنعان میں ہے۔ وہی کوئی خط لکھ دیتے یا کوئی قاصد ہی بھیج دیتے اور اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو تسلی دے دیتے مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے علم ہونے کے باوجود بھی اپنی خبر نہیں دی۔ اس لئے کہ نہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اظہار کرنے کی اجازت تھی اور نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو

☆ تفسیر کبیر میں وغلقت کے تحت امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عن ابن عباس انه تمثل له یعقوب فراها عاضا اصابعه ویقول له انت مکتوب فی زمرة الانبیاء۔ قول عکرمہ ومجاہد الحسن و سعید بن جبیر وقتا دہ ضحاک کہ زلیخا کے محل کے ساتویں کمرے میں آدھی رات کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام پہنچ گئے اس حالت میں کہ انگلی منہ میں تھی اور فرمایا کہ اے میرے بیٹے تو انبیاء کے گروہ میں داخل ہو چکا ہے۔ اس لئے اگر زلیخا کی طرف دیکھا بھی تو نبوت جاتی رہے گی اور اس کی تصدیق کرنے والے مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مفسرین عظام ہیں۔

حضرت ابن عباس، حضرت عکرمہ، حضرت مجاہد، حضرت حسن، حضرت سعید بن جبیر، حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہم۔ تو اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم نہیں تھا تو پھر زلیخا کے محل میں کیسے پہنچ گئے۔

☆ تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ علم تھا کہ اس کا بیٹا حضرت یوسف علیہ السلام مصر کا بادشاہ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے اظہار کی اجازت نہیں دی تھی اور پھر جب فرزندوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام کو شکار کے بہانے ساتھ لے جانے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے خوف ہے کہ اسے بھیڑیا نہ کھا جائے۔ بھیڑیا کا لفظ اس لئے فرمایا کہ ان کو یہ علم تھا کہ بیٹوں نے شام کو آ کر یہی کہنا ہے کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے چنانچہ قرآن پاک گواہ ہے کہ انہوں نے یہی کہا کہ اے ابا ہم ایک شکار کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لئے دوڑے اور یوسف کو چھوڑ گئے سامان کے پاس پس اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو وہ بات جو بیٹوں نے بعد میں کہی تھی وہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے ہی بتا رہے ہیں۔ تو یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

سوال:۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھتے کہ تم کہاں سے آئے ہو یا

کہاں گیا تھا مثلاً مشکوٰۃ شریف اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جنابت کی حالت میں تھا کہ راحت دو جہاں ﷺ سے ملاقات ہوگئی اور رحمت دو جہاں ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں محبوب کریم ﷺ کے ساتھ چلنے لگا اور پھر نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور پس میں اٹھا اور غسل کر کے پھر واپس آ گیا تو رحمت دو جہاں ﷺ نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) تو کہاں گیا تھا تو اگر محبوب کریم ﷺ کو علم ہوتا تو پوچھتے کیوں کہ تو کہاں گیا تھا۔

جواب:۔ اس کا تفصیلی جواب تو بعد میں بتا دیا جائے گا پہلے میں اعتراض کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ تمہیں اس حدیث پاک سے جان رحمت ﷺ کے علم غیب کی نفی تو نظر آ گئی مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ادب و احترام، توقیر وعقیدہ اور ایمان نظر نہ آیا کہ جب محبوب کریم ﷺ نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ تو کہاں گیا تھا تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں جنبی تھا اور ناپاکی کی حالت میں تھا اس لئے میں نے پسند نہ سمجھا کہ ایسی حالت میں آپ کو ملوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی بات کا پوچھنا اس بات کی دلیل نہیں کہ پوچھنے والے کو اس کا علم نہیں ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا کہ اے ابلیس تجھے کس نے روکا ہے کہ تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی اچھی مجلس سے اللہ کے فرشتے واپس آسمانوں پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ اے فرشتو! تم کہاں سے آئے ہو اور میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ آئے ہو۔ تو اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کسی چیز کا پوچھنا عدم علم کی دلیل ہے تو پھر نعوذ باللہ اللہ کے علم کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ قرآن وحدیث میں اکثر اللہ تعالیٰ کا پوچھنا اور سوال کرنا ثابت ہے۔ حالانکہ وہ علیم بذات الصدور ہے اور سمیع بصیر ہے۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر اس کے علم میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا اسی طرح راحت دو جہاں ﷺ کا کسی چیز کے متعلق پوچھنا بھی آپ کے علم کی نفی کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ کسی وقت ایسا ہوتا تھا کہ محبوب کریم ﷺ کی کسی بات پر توجہ نہیں ہوتی تھی۔ پاکستان کا نادان ملا تو انبیاء علیہ السلام کے علم غیب کو نہیں مانتا حالانکہ علم غیب تو صحابہ کرام، اولیائے عظام، صالحین اور دوسرے بزرگان دین کو بھی عطائے الٰہی کے طور پر حاصل تھا۔ مثلاً حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں محبوب کریم ﷺ سے ایک آدمی ملا۔ اس نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم میں اللہ کا رسول ہے تو ہم نے کہا کہ ہاں تو اس اعرابی نے کہا کہ اگر تو اللہ کا رسول ہے تو مجھے بتا کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ ابن سلامۃ جو کہ ابھی بچے تھے انہوں نے اس اعرابی سے کہا کہ تو راحت جاں ﷺ سے یہ بات نہ پوچھ بلکہ میں بتاتا ہوں کہ تیری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ تو نے خود اس سے وطی کی ہے اور اس کے پیٹ میں تیرا ہی نطفہ ہے۔ تو جب محبوب کریم ﷺ کے غلام مافی الارحام کی خبریں بتا رہے ہیں تو اللہ کے محبوب ﷺ کے علم غیب کا کیا مقام ہوگا اور یہ اس طرح ہوا کہ جب اس اعرابی نے محبوب کریم ﷺ سے یہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے محبت بھری نظروں سے سلمۃ ابن سلامۃ کو دیکھا بس پھر کیا تھا حضرت سلمۃ ابن سلامۃ

کے سینے میں کائنات ارضی وسماوی کے تمام علوم موجزن ہو گئے۔تو جس نبی کی نگاہ لطف و کرم میں یہ کمال ہے کہ جس پر پڑ جائے اسے علوم غیبیہ حاصل ہو جائیں تو پھر اس نبی کے کمال غیب کو کون سمجھے۔

☆ تفسیر روح البیان میں ہے۔ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پاک پر بیٹھ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج علی (رضی اللہ عنہ) سے جو پوچھنا ہو پوچھو۔یہ اعلان کرنے والا نہ اللہ ہے نہ نبی بلکہ یہ اعلان کرنے والا علی رضی اللہ عنہ ہے اور پھر ولی ہے اور پھر ولیوں کا بھی ولی ہے۔یہ اسی منبر پاک پر اپنے علوم غیبیہ کا اعلان کر رہا ہے جس منبر پاک پر کھڑے ہو کر محبوب کریم ﷺ نے اعلان فرمایا تھا کہ آج مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے پوچھو۔آخر کار ایک آدمی نے پوچھا کہ اے علی رضی اللہ عنہ کیا تو نے کبھی اپنے رب کو دیکھا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اس وقت تک نماز میں سجدہ نہیں کرتا ہوں جب تک کہ میں اللہ کو دیکھ نہ لوں۔اگر چہ یہ روائیت بصری تھی لیکن تھا تو وہ غیب الغیب۔آخر لوگوں کے پوچھنے پر کہ اے علی رضی اللہ عنہ انہیں ایسا علم کہاں سے حاصل ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔کہ یہ میرے محبوب کریم ﷺ کے لعاب دہن کا فیضان ہے۔

☆ حضرت شیخ عبدالحق محقق ومحدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا سبب پوچھا گیا کہ آخر آپ میں اتنا علم کہاں سے آ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں راحت دو جہاں ﷺ کو آخری غسل دے رہا تھا تو پانی کے چند قطرے محبوب کریم ﷺ کی پلکوں پر ٹھہر گئے اور میں نے ان قطروں کو چوس لیا۔بس پھر کیا تھا علم وادراک کا سمندر میرے اندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔تو جس نبی ﷺ کے غسل کے پانی کے چند قطروں میں یہ کمال تھا کہ ان کو چوس کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینے میں علم وادراک کا سمندر موجزن ہو گیا اس محبوب ﷺ کے علوم غیبیہ کی انتہا کون جانے۔مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر صباحے زید را
کیف صبحت اے رفیق باصفا

کہ ایک صبح کو راحت جاں ﷺ نے حضرت زید سے فرمایا کہ تو نے آج رات کیسے گزاری تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

گفت تشنہ بودہ ام من روز ہا
شب نخفتم ز عشق و سوز ہا

کہ سارا دن تو روزہ سے رہا اور ساری رات تیرے عشق کی آگ میں جلتا رہا۔
رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا اس کے صلے میں جو تجھے انعام ملا ہے وہ بیان کر تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

گفت خلقاں چوں ببیند آسماں
من ببینم عرش را با عرشیاں

کہ میں نے تمام مخلوقات کو ایسے دیکھا جیسے کہ آسمان کو بے حجاب دیکھا جاتا ہے' میں
نے عرش اور عرش والوں کو بھی دیکھا اور

هشت جنت هفت دوزخ پیش من

آٹھوں جنت اور ساتوں دوزخ بھی دیکھے اور

که بهشتی کیست و بیگانه کے است

میں نے جان لیا کہ دوزخی کون ہے اور جنتی کون ہے اور یارسول اللہ ﷺ اگر اجازت دیں تو میں قیامت کے تمام راز کھول دوں' اگر اجازت دیں تو حوض کوثر کے تمام پردے ہٹا دوں۔ لیکن راحت جاں ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو منع فرما دیا۔ تو محبوب کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ سب کچھ کہلوایا کہ میرے علم غیب پر اعتراض کرنے والے لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ جس نبی کے غلاموں میں اتنا کمال ہے اس نبی ﷺ کے علوم غیبیہ کے کمال کو اللہ ہی جانتا ہے اور مندرجہ بالا حقائق کو مولوی اشرف علی صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ عارف جنتی اور دوزخی کو اس عالم میں جان لیتا ہے (امداد المشتاق ص ۱۱۹)۔ لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا مگر میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیہ کا ان کو علم ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے (امداد المشتاق ص ۷۶)۔

سامعین محترم! محبوب کریم ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کرنے والوں سے پوچھنا چاہئے کہ کیا راحت دو جہاں ﷺ کے زمانہ پاک میں کسی صحابی نے بھی آپ ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کیا تھا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ جواب نفی میں ہوگا اور وہ اعتراض کر بھی کیسے سکتے تھے کیونکہ ان کا ایمان تھا کہ راحت جاں ﷺ کی زبان پاک سے نکلی ہوئی ہر بات وحی الٰہی ہوتی ہے اور واجب الاطاعت ہے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک سے کبھی جھوٹی بات نہیں نکلتی۔ اب اس عقیدے اور ایمان کے ہوتے ہوئے جب محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مجھے علم ہے اور مجھ سے جو پوچھنا چاہو پوچھو تو پھر وہ راحت دو جہاں ﷺ کے وفادار امتی اور جانثار ساتھی آپ ﷺ کے علم غیب پر کیسے شک کر سکتے تھے۔ اعتراض یا شک کرنا تو درکنار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تو عادت یہ تھی کہ راحت دو جہاں ﷺ جب بھی کبھی ان سے کسی بات کے متعلق دریافت فرماتے تو وہ عرض کرتے اللہ ورسولہ اعلم کہ اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ لوگ جو راحت جاں ﷺ کے غیب پر اعتراض کرتے ہیں وہ نبی ﷺ کی زبان پاک پر اعتبار نہیں کرتے ہیں اور محبوب ﷺ کی زبان پاک سے نکلی ہوئی بات کو سچی نہیں مانتے۔

گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام الانبیاء ﷺ نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے اس چیز کو نادانوں نے علم غیب کی نفی کی دلیل بناتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر نبی کریم ﷺ کو غیب ہوتا تو وہ کیوں پوچھتے کہ ابو ہریرہ تم کہاں چلے گئے تھے؟ حق تو یہ تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یارسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ کائنات کے ذرے ذرے کا علم رکھنے کے مدعی ہیں تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے

ہیں کہ تم کہاں چلے گئے تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا لیکن یہ بدعقیدہ لوگ اس کو علم غیب کی نفی کی دلیل بنا لیتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کے اپنے ذہنوں کی اختراع ہے اور یہی کفر ہے کیونکہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبوب کریم ﷺ کے غیب پر کبھی اعتراض نہیں کیا تھا تو اب چودہ سو سال کے بعد نادانوں اور جاہلوں کو کیا حق ہے کہ وہ محبوب کبریاء ﷺ کے غیب پر اعتراض کریں۔

سوال:۔قرآن کریم میں ہے ان اللہ عندہ علم الساعتہ وینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ما ذاتکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ تحقیق اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور خبر رکھنے والا ہے۔اس آیت پاک میں علوم خمسہ کا ذکر ہے اور وہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

جواب:۔سامعین محترم! نادانوں اور جاہلوں کو اس آیت پاک میں محبوب ﷺ کے علم غیب کی نفی نظر آ رہی ہے حالانکہ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان الوہیت کو بیان فرمایا ہے اور اپنے علیم وخبیر ہونے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور اس کو ہم بھی اور تمام فرقے تسلیم کرتے ہیں مگر اس آیت پاک میں یہ کہاں کہ ان علوم خمسہ کا علم اللہ نے کسی کو عطا نہیں کیا اور اگر اس میں نفی ہے تو صرف ذاتی علم کی نفی ہے اور ہم علم غیب عطائی کو مانتے ہیں اور وہ قرآن وحدیث سے صراحۃً ثابت ہے۔مثلاً وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء کہ اللہ تعالیٰ تم کو علم غیب سے مطلع نہیں کرتا مگر وہ علم غیب عطا کرنے کے لئے رسولوں میں سے جس رسول کو چاہتا ہے چن لیتا ہے یا مثلاً سورۃ جن میں ہے۔عالم الغیب فلا یظھر علی غیبیہ احدا الا من ارتضی من رسول کہ وہ جاننے والا ہے غیب کا پس وہ کسی ایک کو غیب عطا نہیں کرتا مگر رسولوں میں سے جس رسول پر وہ راضی ہو اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ پر راضی ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے راحت جاں ﷺ کو علم غیب کل عطا فرما دیا تھا۔اس کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں بار بار اعلان فرما رہا ہے کہ ذالك من انباء الغیب نوحیه الیك تلك من انباء الغیب نوحیھا اور ذالك من انباء الغیب نوحیه الیك کہ اے میرے محبوب ﷺ یہ تمام غیب کی باتیں ہیں جو تم کو بتائی جا رہی ہیں اور پھر فرمایا وما من غایبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین کہ زمین وآسمانوں کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو قرآن مجید میں مذکور نہ ہو اور تعلیم قرآن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔الرحمن علم القران خلق الانسان کہ رحمٰن وہ ہے جس نے اپنے محبوب ﷺ کو قرآن پہلے سکھایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو بعد میں بنایا۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عالیش فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک میرے شانوں پر رکھ دیا یہاں تک کہ دست قدرت کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی بس پھر کیا تھا فعلمت ما فی السموات والارض زمین و

آسمانوں کی ہر چیز کا علم مجھے ہو گیا (مشکوٰۃ شریف)۔

قرآن و احادیث کے ان دلائل کے باوجود بھی اگر کسی کو کوئی شک ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کریم کے کسی کو نہیں ہے۔ بھلا جس نبی ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے کئی ہزار برس پہلے قرآن پاک اللہ تعالیٰ سے پڑھا اور وہ قرآن پاک کہ جس میں ہر چھوٹی بڑی' خشک وتر اور فرش وعرش کی ہر چیز کا بیان ہے اور جس محبوب ﷺ کو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اس کے شانوں پر دستِ قدرت رکھ کر زمین وآسمانوں کا علم عطا کیا ہو اس محبوب ﷺ سے ان پانچ کا علم کیسے مخفی رہا اور اللہ کریم نے کیوں ان سے علم کو چھپائے رکھا۔ اللہ کی شان یہ ہے کہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض کہ وہ زمین وآسمانوں کی ہر چیز کو جانتا ہے اور محبوب کبریاء ﷺ کی شان یہ ہے کہ علمت ما فی السموات وما فی الارض۔ راحت جاں ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے زمین وآسمانوں کی ہر چیز کو جان لیا۔

دونوں مقام پر مادہ علم کا ایک ہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ مضارع ہے اور یہ ماضی اور اگر چہ محبوب کریم ﷺ کے لئے ماضی ہے مگر اس کا علم قیامت تک کے لئے ہے کیونکہ دولہاں جب نکاح کے وقت اقرار کرتا ہے تو قبلت ماضی کا صیغہ ہی بولتا ہے مگر اس کا نکاح اس کی زندگی تک رہتا ہے اور اس کی بیوی زندگی تک ہی بیوی رہتی ہے۔ اگر چاہے اس کی عمر سو سال تک کیوں نہ ہو۔ تو جس طرح کسی دولہاں کے قبلت کہنے میں ہمیشگی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح محبوب کریم ﷺ کے علمت کہنے میں بھی ہمیشگی پائی جاتی ہے یعنی ماضی بمعنے مضارع۔

نادان کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ حالانکہ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا ہوا ہے کہ قیامت جمعہ کے دن آئے گی۔ کیونکہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن یعنی جمعہ کو ہی قیامت آئے گی اور پھر رحمت دوعالم ﷺ نے قیامت کے دن کا تعین فرمانے کے ساتھ ساتھ قرب قیامت کی تمام نشانیاں بھی وضاحت کے ساتھ فرما دیں۔ جو بخاری شریف' مسلم شریف اور دیگر تمام احادیث کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

نادان اور جاہل کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کریم کے بارش کوئی نہیں برساتا مگر رحمت دو جہاں ﷺ کی دعا سے کئی بار بارش برسی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو جہاں ﷺ کے ظاہری زمانہ میں قحط پڑ گیا اور محبوب کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مویشی ہلاک ہو گئے اور بچے بھوک سے مرنے لگے' بارش کے لئے دعا فرما دیں۔ راحت جاں ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ بارش برسا دے۔ بس پھر کیا تھا آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے حالانکہ آسمان شیشے کی مانند صاف تھا اور پھر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی (بخاری شریف' مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف)۔

نادان کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے حالانکہ مالک دو جہاں ﷺ نے کئی بار بتایا کہ فلاں عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام فضل

رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا کہ ایک دن میں محبوب کریم ﷺ کے پاس سے گزری تو راحت دو جہاں ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے ام فضل تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ پس جب بچہ پیدا ہو تو اس کو میرے پاس لانا۔ حضرت ام فضل فرماتی ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوا تو میں اس کو راحت دو جہاں ﷺ کے پاس لائی تو محبوب کبریاء ﷺ نے اس کے کانوں میں اذان دی اور اقامت کہی اور اس کے منہ میں تھوکا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ یہ کئی خلفاء کا باپ ہوگا اور انہی سے مہدی ہوگا اور انہی سے سفاح ہوگا اور انہی سے وہ لوگ ہوں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیں گے (تاریخ الخلفاء)۔

ان روشن دلائل کے باوجود بھی نادان پتہ نہیں غیب کس کو کہتے ہیں۔

☆ حضرت قابوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام فضل نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے گھر میں آپ کے بدن کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا دیکھا ہے تو محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا ہوگا۔ چنانچہ حسن و حسین پیدا ہوئے۔ نادان کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کس نے کہاں مرنا ہے حالانکہ سید الکونین ﷺ نے جنگ بدر میں ایک دن پہلے ہی زمین پر نشان لگا کر فرمایا تھا کہ یہاں فلاں کافر مرے گا اور یہاں فلاں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر حاکم کائنات ﷺ نے زمین پر اپنے دست مبارک سے نشان لگاتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ فلاں کافر کے مرنے کی ہے اور یہ جگہ فلاں کی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں اور جس جس کے لئے مالک کائنات ﷺ نے نشان لگایا تھا وہ بالکل اسی جگہ پر ہی مرا (مسلم شریف)۔

نادان کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا حالانکہ جنگ خیبر کے موقعہ پر جان کائنات ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقع پر جب مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوتا تو حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ کل میں اس آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کیا گیا اور انہوں نے خیبر کے آہنی قلعہ کو توڑا۔ ان دلائل قاطعہ کے باوجود بھی اگر کوئی نادان محبوب کریم ﷺ کے لئے علم خمسہ کا علم نہیں مانتا تو پھر وہ سمجھے کہ میرے دین وایمان کا جنازہ نکل چکا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کی حاضری اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسٓ ﷺ

امیدوار

اس جہانِ خواب میں دیدارِ محبوب کریم ﷺ

اور

اُس جہانِ حساب میں شفاعت محبوب کریم ﷺ

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو' بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں' تمہیں فتنے میں ڈال دیں' تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں' ان سے بچو اور دور بھاگو' دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس ﷺ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۳، از مولانا حسنین رضا)